Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of the Effects of the Narrations of Ghazwah-e-Hind

مرویاتِ غزوۂ ہِند کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

Mr. Hafiz Muhammad Naveed Yousaf
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
nyousaf1@gmail.com
Dr. Muhammad Imran
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT

The narrations of Ghazwah-e-Hind reveal not only their effects on India, but also their profound influence on the internal trade and crafts, economy and economic system, as well as on knowledge, sciences, biography (sīrah), and history throughout the Arab and non-Arab regions of the Islamic world. Ghazwah-e-Hind and Ghazwah-e-Sindh constitute a bright and illustrious chapter in Islamic history. The beginning of this campaign dates back to the era of the Rightly Guided Caliphs (may Allah be pleased with them), and it has passed through various phases, continuing even up to 2021. It will remain ongoing until the descent of ʿĪsā (peace be upon him), because the Noble Prophet ﷺ stated that the warriors of Ghazwah-e-Hind will place chains upon the kings of India and present them before ʿĪsā (peace be upon him).If the religious dimensions of Ghazwah-e-Hind are examined, it becomes abundantly clear that, in one sense, this expedition is included among the ghazawāt and sarāyā of the Prophet ﷺ. This is because, according to Islamic teachings, a ghazwah refers to a battle in which the Prophet ﷺ personally participated and exercised command. From this perspective, the ghazawāt of the Prophet ﷺ can be broadly classified into two major categories with respect to their chronological occurrence. Regarding Ghazwah-e-Hind, the glad tidings given by the Noble Prophet ﷺ indicate that the battles associated with the life of the Messenger of Allah ﷺ are classified by biographers and scholars of ḥadīth into two categories. The first category is Ghazwah Thābitah, which refers to those battles in which the Prophet ﷺ personally participated and led the Companions (may Allah be pleased with them). The second category is Ghazwah Mawʿūdah, which refers to those battles whose occurrence in the future was foretold by the Truthful Informer, the Prophet .ﷺ Among the promised battles (Ghazwah Mawʿūdah), the conquest of Constantinople and Ghazwah-e-Hind and Sindh hold a prominent position.In the present research, it is maintained that although the beginning of Ghazwah-e-Hind occurred during the era of the Companions (may Allah be pleased with them), its culmination will take place after the appearance of Sayyidunā al-Mahdī and the descent of Sayyidunā ʿĪsā (peace be upon him).

Keywords: *Review, Narrations of Ghazwah-e-Hind, Scholarly, Economic, Historical, Military, and Socio-Economic Effects*

تعارفِ موضوع

غزوہ ہندکے متعلق حضور نبی اکرمﷺ کی بشارت وہ جنگیں جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں وقوع پذیر ہوچکی ہیں سیرت نگاروں اور محدثین کے اصطلاح میں ان کی دو قسمیں ہیں پہلی غزوہ ثابتہ اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قیادت فرمائی دوسری غزوہ موعودہ اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جن کے مستقبل میں وقوع پذیر ہونے کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی تھی غزوہٴ موعودہ میں قسطنطنیہ اور غزوہ ہند وسندھ سرفہرست ہیں زیر تحقیق مقالہ میں غزوہ ہند کاآغاز اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد میں ہوچکا تھا اور اس کا اختتام سیدنا مہدی کے ظہور اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگاغزوہ ہند وسندھ کا شمار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں میں سے ان غزوات میں ہوتا ہے جو غزوات موعودہ کی ذیل میں آتا ہے جس کی فضیلت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث مروی ہیں غزوہ ہند اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے اس کا آغاز خلفائے راشدین کے عہد سے ہوچکا ہے جو مختلف مراحل سے گذرتا ہوا آج بھی جاری ہے اور مستقبل میں کب تک جاری رہتا ہے اس کے متعلق احادیث کریمہ کی روشنی میں وثوق سے یہی کہاجاتا ہے کہ حضرت مہدی کے ظہور اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد تک جاری رہے گا۔ غزوہ ہند کی مرویات کے علمی تحقیقی اثرات آج بھی ظاہر ہیں ۔

علاقائی اثرات

جب غزوہ ہند کی مرویات کے علاقائی اثرات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس میں اختلاف ہونے لگا کہ "ہند" سے مراد کونسا علاقہ ہے۔

مسلمانوں کی آمد سے قبل اس پورے ملک کا کوئی ایک نام نہ تھا ہر صوبے کا الگ الگ نام تھا یا ہر ریاست کا نام اس کی راجدھانی کے نام سے مشہور تھا اہل فارس نے جب اس ملک کے ایک صوبہ پر قبضہ کیا تو اس دریا کا نام جس کو اب دریائے سندھ کہتے ہیں اورجس کا نام عربوں کی زبان میں مہران ہے ہندھو رکھا پرانی ایرانی زبان ور سنسکرت میں‘‘ س’’ اور‘‘ ہ’’ آپس میں بدلا کرتے تھے اس کی متعدد مثالیں ہیں اس لئے اہل فارس نے اس کو ہندہو کہہ کر پکارا اور اس سے اس ملک کا نام ہند پڑ گیا۔

> “عربوں نے جو سندھ کے علاوہ اس ملک کے دوسرے شہروں سے واقف تھے انہوں نے سندھ کو سندھ ہی کہا اور سندھ کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے علاقوں کو ہند قرار دیا آخر یہ نام تمام دنیا میں مختلف صورتوں میں پھیل گیا اور ’’ہ‘‘ کا حرف ’’الف‘‘ ہو کر فرنچ میں اند اور انڈیا اور اس کی مختلف صورتیں ہو کر تمام دنیا میں مشہور ہوگیا اور خیبر سے آنے والی قوموں نے اس کا نام: “ہندوستھان” رکھا جو فارسی تلفظ میں “ہندوستان” بولا جاتا ہے یہ عجیب حیرت انگیز بات ہے کہ “ہند” کالفظ عربوں کو ایسا پیارا معلوم ہوا کہ انہوں نے ملک کے نام پر اپنی عورتوں کا یہ نام رکھا چنانچہ عربی شاعری میں یہ نام وہ حیثیت رکھتا ہے جو فارسی میں “لیلی” اور “شیریں” کی ہے”[1]

---

[1] ندوی، سید سلیمان (س ن)‘‘عرب وہند کے تعلقات’’ لاہور ،مشعل بکس ، ص:۳ ۔

یہی وہ اسباب تھے جن کے سبب اسلام کے آتے ہی اہل عرب نے ہندوستان کی طرف توجہ کی اور انہوں نے ایران کی فتح کے بعد اس کی نوآبادیات اور دوسرے مقبوضہ جات کو اپنے تصرف میں لانا ضروری خیال کیا اور اس طرح مکران اور بلوچستان کے بعد سندھ کی سرحداہل عرب کے سامنے تھی عربوں کو اپنے تجارتی جہازوں کی حفاظت کے لئے ہندوستان کی کسی ساحلی بندرگاہ کی تلا ش تھی چنانچہ حضرت عمر بن خطاب کے عہدِ خلافت میں عرب جہازوں کے بیڑے کسی معقول بندرگاہ کے قبضہ کے لئے ہندوستان کے سواحل پر منڈلانے لگے آج ممبئی جہاں آباد ہے اسی کے قریب ''تھانہ'' تانہ جوا ب بھی موجود ہے چھوٹی سی بندرگاہ تھی سب سے پہلے ۱۵ ہجری میں اسی بندرگاہ پر عربوں نے بحرین کے گورنر کے حکم پر پہلا حملہ کیا اس کے بعد بھروچ(بروص) پر فوج کشی کی اور اسی زمانہ میں ایک دوسرے عرب مغیرہ نے دیبل پر جو سندھ کی بندرگاہ تھی اور جو ٹھٹھہ یا موجود کراچی کے قریب تھا حملہ کردیا اس کے چند برص بعد حضرت عثمان غنی کے عہدِ خلافت میں ایک دریائی دستہ ان بندرگاہوں کی دیکھ بھال کر کے واپس چلا گیا ۔البیرونی بیان کرتے ہیں:

> ''حضرت علی المرتضیٰ کے عہدِ خلافت سنہ۳۹ہجری میں ایک عرب سردار باقاعدہ ان اطراف کی نگرانی کرنے لگا اور آخر وہ سنہ ۴۲ہجری میں مارا گیا سنہ ۴۳ہجری میں حضرت امیر معاویہ نے مہلب نامی سردار کو سرحد کا نگران بنا کر بھیجا اور اس کے بعد عربوں کی حکومت میں یہ ایک مستقل عہدہ قرار پاگیا۸۲ہجری میں جب ولید اموی تخت نشین ہوا اس کی طرف سے حجاج عراق ایران مکران اور بلوچستان کے مشرقی مقبوضہ علاقہ جات کا نائب مقرر ہوا تو اس نے ہندوستان اور اس کے جزیروں کے ساتھ اپنے تعلقات اور مضبوط کئے عرب تاجر برابر آتے جاتےرہتے مگر ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے اکثر ساحلوں سے بحری قزاق ان جہازوں پر ڈاکہ ڈالا کرتے تھے چنانچہ البیرونی کے زمانہ ۴۲۴ھ سومنات اور کچھ بحری ڈاکوؤں کی بڑی جائے پناہ تھی۔''[2]

عرب کے کچھ تاجر لنکا میں تجارت کرتے تھے اور وہاں ان کا انتقال ہوگیا لنکا کے راجہ نے ان کی عورتوں اور بچوں کو ایک جہاز پر سوار کر کے عراق روانہ کیا راستہ میں سندھ کی بندرگاہ دیبل کے قریب ڈاکوؤں نے اس پر چھاپہ مارا اور عورتوں کو پکڑ لیا ان عورتوں نے اس مصیبت کے وقت حجاج کی دہائی دی حجاج کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے سندھ کے راجہ داہر کو لکھ بھیجا کہ ان عورتوں کو حفاظت کے ساتھ میرے پاس بھجوادو راجہ نے معذرت کی کہ یہ دریائی ڈاکوؤں کا کام ہے جو ہمارے قبضہ میں نہیں عراق کے نائب نے اس معذرت کو قبول نہ کیا اسی دوران میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مکران سے کچھ عرب مجرم اور باغی بھاگ کر سندھ میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے راجہ داہر کی ماتحتی میں اپنا ایک جتھہ بنالیا اس واقعہ نے بھی حجاج کو مشتعل کیا چنانچہ اس نے اپنے نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کی سرکردگی میں شیراز سے چھ ہزار فوج سندھ روانہ کی اور کچھ فوج مع سامان کے دریائی راستہ سے سندھ کی طرف بھیجی اور اس کی کمک کے لئے ایران کے پرانے راستے سے خشکی کی طرف سے بھی فوجیں بھیجیں۔بلاذری لکھتے ہیں:

> ''سنہ ۹۳ھ میں محمد بن قاسم سندھ پہنچا اور تین برس بعد چھوٹے کشمیر کی سرحد ملتان سے (عرب پنجاب کو چھوٹا کشمیر کہتے تھے) لے کر کچھ تک اور

---

[2] البیرونی، ابو ریحان (۱۹۸۵ء)''کتاب الہند'' حیدرآباد دکن، ہندوستان کتاب گھر ،ص:۱۰۲۔

> ادھر مالودہ کی سرحد تک قبضہ کرلیا اور پورے سندھ میں اس نے نہایت عدل وانصاف اور امن کی سلطنت قائم کردی راجہ داہر کے ساتھ مل کر جن ہندی سپاہیوں نے عربوں کا سب سے زیادہ مقابلہ کیا ان کا نام بلاذری نے جس نے سنہ ۲۵۵ھ میں اپنی کتاب تحریر کی تکاکرہ ذکر کیا ہے جو ''یاہر' کی عربی جمع ہےسنہ ۹۶ھ میں ولید نے وفات پائی اور اس کی جگہ تحت پر سلیمان بیٹھا اس کو حجاج اور اس کے خاندان اور کارندوں کے ساتھ ذاتی عداوت تھی اس لئے اس سال حجاج کے مقرر کردہ دوسرے افسروں کے ساتھ محمد بن قاسم کو بھی اس نے سندھ سے واپس بلالیا اور بالآخر اپنے ذاتی انتقام کے نشہ میں اس کو قتل کرادیا ۔''[3]

سید سلیمان ندوی ہندوستان کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> '' سنہ ۱۰۷ ھ میں جنید گورنر بن کر سندھ آیا یہ بلند حوصلہ گورنر تھا اس نے سندھ سے کچھ پر حملہ کیا پہلے مرمد آیا اور یہاں سے مانڈل اور پھر دھبخ پہنچا اور وہاں سے بھروچ کی بندرگاہ تک گیا اور اس کے ایک افسر ن اجین (مالوہ) تک دھاوا کیا اور وہاں س پھر سید اور بھیل مال کو فتح کرتا ہوا گجرات پہنچا اور وہاں سے پھر سندھ واپس آگیا مگر اس کی یہ تمام فتوحات ایک گزرجانے والی آندھی سے زیادہ ثابت نہ ہوئیں''[4]

سنہ ۱۲۳ھ میں یہاں سے عرب حکومت کا خاتمہ ہوگیا امویوں کی جگہ عباسی آئے انہوں نے شام کی بجائے عراق سلطنت کو صوبہ قرار دیا اور حکومت کا مرکز دمشق سے ہٹ کر بغداد چلا گیا اس انقلاب نے ہندوستان کو عرب سلطنت کے مرکز کے بہت زیادہ قریب کردیا سنہ ۱۴۰ھ میں ہشام سندھ کاگورنر بن کرآیا اس ن عمر بن جمل نام کے ایک افسر کو جہازوں کا ایک بیڑا دے کر گجرات روانہ کیا مگر وہ لوٹ مار کر تا ہوا چند روز میں ناکام واپس آگیا آخر ہشام نے خود ایک بیڑا لیا اور بھروچ کے قریب گندھار پر قبضہ کیا اور یہاں اس نے اپنی فتح کی یاد گار میں ایک مسجدبنوائی یہ اس ملک گجرات میں اسلام کا پہلا قدم تھا اور سندھ کے علاوہ ہندوستان میں یہ پہلی مسجد تھی۔

تجارتی اثرات

مروياتِ غزوہ ہند کی بدولات عرب تاجروں کا رجحان ہندوستا ن کی طرف ہوا ،عرب اور ہند کے مابین تجارتی تعلقات اگرچہ ابتداء ہی سے تھے، تاہم جب عرب میں اسلام طلوع ہوا تو عرب کی تہذیب میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی اور ایک نئی تہذیب معرض وجود میں آئی ، اب عرب اور ہند کے مابین تجارتی تعلقات کے نتیجہ میں عرب کی اسلامی تہذیب کا اثر ہندوستان پر پڑنا شروع ہوا یوں یہ تجارتی تعلقات آہستہ آہستہ اسلام کی ترویج واشاعت کا سبب بننے لگے ، اور جیسے جیسے اسلام ہندوستان میں پھیلتا گیا ایسے ہی ہندوستان کے راجاؤ ں کے لئے تشویش کاباعث بنے ذیل میں اول عرب ہندوستان تجارتی تعلقات کو زیربحث لایا جائے گا بعدازں اسلام کی اشاعت اور غزوہ ہند کے لئے زمین ہموار ہونے کو بیان میں لایاجائے گا۔

عرب تین اطراف سے سمندروں سے گھرا ہوا ملک ہے ملک کی آبادی کے مطابق کافی سرسبزی اور شادابی بھی نہیں اس لئے ایسا ملک قدرتی طور پر تجارتی ہوگا پھر خوش قسمتی

بلاذری،ابو الحسن احمد بن یحییٰ(۱۹۳۶ء)''فتوح البلدان''بیروت ،دارالتراث ،ج:۳،ص:۶۵۴۔[3]

عرب وہند کے تعلقات، ص:۱۱،۱۰۔[4]

سے اس کی چاروف طرف دنیا کے بڑے بڑے ملک واقع ہیں ایک طرف عراق دوسری طرف شام تیسری طرف مصر اورافریقہ سامنے کی جانب ہندوستان ایک رخ پر ایران ان تمام ملکوں سے عربوں کے براہِ راست تعلقات تھے یہاں ہم صرف ہندوستان کے تعلقات کے متعلق گفتگو کریں گےبحرین عمان حضرموت یمن حجاز یہ مقامات ہیں جو بحرِ احمر بحر ہند اور خلیج فارس پر آباد ہیں اور قدرتی طور پر انہی کو بحری تجارت کا موقع حاصل تھا ہندوستان کے ساحل سے جہاز چل کر یمن کی بندرگاہ میں پہنچتے تھے اور وہاں سے ان کا سامان اونٹوں پر لاد کر خشکی کے راستے سے بحرِ احمر کے کنارے کنارے شام اور مصر آتا تھا اور وہاں سے بحر روم ہو کر یورپ چلا جاتاتھاعرب تجارت میں مصروف تھے اور انہی راستوں سے ان کے قافلے اور کاروان شام اور مصرتک آجاتے تھے تھےدنیا میں بین الاقوامی تاریخ کی سب سے پرانی کتاب توراۃ میں ہے:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو ہی نسل بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تجارتی قافلہ اسی رواستے سے گذرا تھا اور یہ وہی قافلہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر پہنچاتا ہے اس راستے کا ذکر یونانی مورخوں نے بھی کیا ہےحضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے لے کر مارکوپولو اور واسکوڈی گاما کے عہد تک ہندوستان کی تجارت کے مالک عرب ہی رہے۔"[5]

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا "عرب "کا مضمون نگار لکھتا ہے:

" جنوبی مغربی عرب (حضرت موت اور یمن) کی خیروبرکت کا سب سے بڑا سبب اس زمانہ میں یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان تجارتی سامان پہلے سمندر کی راہ سے یہاں آتا تھا اور پھر خشکی کی راہ سے مغربی ساحل پر جاتاتھا یہ تجارت اس زمانہ میں بند ہوگئی کیونکہ مصر کے بطلیموسی بادشاہوں نے ہندوستان سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنالیا ۔"[6]

اس مقصد کے لئے یونانیوں نے جزیرہ سقوطرہ پر قبضہ کر کے وہاں نوآبادی قائم کرلی تھی جس کی یاد گار مسلمان عرب جہازرانوں کو وہاں بعد کو بھی نظر آئی۔[7]

مگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تجارت بالکل یونانیوں کے ہاتھوں میں نہیں چلی گئی تھی کیونکہ حضرت مسیح سے دو سو سال پہلے آگا تھرشیدس یونانی مورخ بیان کرتا ہے کہ جہازات ہندوستان کے ساحل سے سبا(یمن) آتے ہیں اور وہاں سے مصر پہنچتے ہیں۔[8]

ہندوستان عرب کا دوسرا راستہ جو خلیج فارس کے ذریعے تھا وہ ہمیشہ کھلا رہا اور سواحل کے پارسی اور عرب خشکی اور تری سے ہمیشہ اپنا سامان لاتے اور لے جاتے رہے وہ ہندوستان کے پورے ساحلی مقامات اور بحرِ ہند کے ایک ایک جزیرہ کو دیکھتے بھالتے بنگال اور آسام ہو کر چین کو چلے جاتے تھے اور پھر وہان سے اسی راستہ سے واپس آجاتے تھے یورپ اور ہندوستان کا راستہ نہایت اہم تھا اور ہے اور اسی کے ذریعہ تاریخ میں بڑے بڑ انقلابات ہوئے ہینیہ راستہ پہلے خالص عربوں کے ہاتھوں میں تھا جب یونانیوں نے حضرت مسیح سے تقریبًا تین سو برس پہلے مصر پر قبضہ کیا تو وہ اس دریائی شاہراہ پر قابض ہوگئے حضرت مسیح

ندوی، ابو ظفر (۱۹۸۶ء)‘‘تاریخ ہند’’دہلی، دہلی کتاب گھر ،ج:۲،ص:۳۹۱۔[5]
انسائیکلو پیڈیا برطانیکا ‘‘دائرۃ المعارف برٹانیکاکارپوریشن ،ج:۲،ص:۲۶۴۔[6]
عرب و ہند کےتعلقات، ص:۳۹۔[7]
تاریخ ہند، ج:۱، ص:۱۸۲۔[8]

SCRR

کے چھ سو برس بعد جب اسلام آیا اور عربوں نے عروج پایا تو چھٹی صدی مسیحی میں وہ مصر سے لے کر اسپین تک چھا گئے اور ساتھ ہی بحرِ روم پر بھی وہ قبضہ پاگئے اور بحرِ روم کے اہم جزیروں کویت سائپرس وغیرہ کو بھی انہوں نے اپنے مقبوضات میں داخل کرلیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں تجارت اور سوداگری کی یہ سب سے بڑی سڑک عربوں کے ہاتھ میں آگئی اور صدیوں تک وہ اس پر قابض رہے چودہویں صدی عیسوی میں یورپ کی عیسائی قوموں ن ےعربوں کو رومی سرزمینوں سے نکالنے کی پوری کوشش کی مگر عین اس وقت جب وہ اسپین اور شمالی افریقہ میں کامیاب ہورہے تھے اور راستہ کو صَف کررہے تھے کہ ایشائے کوچک سے ترکوں نے سر نکالا اور پھر بحر روم کا یہ راستہ مسلمانوں ہی کے پاس رہ گیا اس وقت نے یورپ کی قوموں کو مجبور کیا کہ وہ ہنوستان کا کوئی دوسرا راستہ پیدا کریں اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ شمالی افریقہ اور بحرِ روم کو چھوڑ کر جنوبی افریقہ کے راستہ سے ہندوستان کا سراغ لگایا گیا اس راستہ میں ڈچ اور پرتگال اور بعد کو انگریز اور فرانسیسی بھی شریک ہوگئے اور ہندوستان کی وہ تجارت جو عربوں کے ہاتھوں میں تھی اس کو ان سے لڑ بھڑ کر چھیننے لگے اس کشمکش میں اہل مغرب اور اہل مشرق کی ایک سخت دریائی جنگ بھی ہندوستان کے سواحل پر ہوئی اس جنگ میں مشرق کی شکست ہوئی اور یہی شکست اہل مشرق کی تمام آئندہ شکستوں کا پیش خیمہ ثاب ہوئی اس جنگ میں مصری عربی اور دکن کی مختلف ہندو اور مسلمان سلطنتوں کے جنگی جہازوں کے بیڑے ایک ساتھ مل کر یورپین جہازراں قوموں کے جہازوں سے لڑتے تھے اس شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ تقریبًا اس زمانہ سے آج تک تمام جزائر ہند اور سواحل کی تجارت اہل یورپ کے ہاتھ میں آگئی۔

عالمی معاشی اثرات

عربوں کی ہندوستان کی طرف توجہ بڑھی جب مرویاتِ غزوہ ہند میں ہندوستان زیر تحقیق آیااور اس کی قدیم مثالیں ملتی ہیں ۔ حضرت عمر نے ایک عرب سیاح سے پوچھا کہ ہندوستان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے تین مختصر فقروں میں اس بلاغت کا جواب دیا جس سے زیادہ بلیغ کوئی جواب نہیں ہوسکتا اس نے کہا:

"بحرھا در و جبلھا یاقوت شجرھا عطر۔" [9]

"اس کا دریا موتی ہیں اس کے پہاڑ یاقوت ہیں اور اس کے درخت عطر ہیں۔"

عراق کی فتح کے بعد حضرت عمر نے اس طرف توجہ دی کہ عراق کی یہ بندرگاہ بھی عربوں کے قبضہ آئے چنانچہ انہوں نے ۱۴ہجری میں اس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور لکھا:

" اس کو مسلمانوں کا تجارتی شہر (قیروان یعنی کاروان) بنادیا جائے۔"[10]

چھٹی صدی عیسوی میں اہل عرب ہندوستان سے موتی جواہرات اور خوشبو کی چیزیں لے جاتے تھے نویں صدی عیسوی میں ایک عرب سیاح اس کا سبب بیان کرتے ہے کہ سیراف کے جہاز بحرِ احمر سے ہو کر مصر کیوں نہیں جاتے اور جدہ سے لوٹ کر ہندوستان کیوں چلے جاتے ہیں؟ کہتا ہے :اس لئے کہ وہ چین اور ہندوستان کے سمندر کی طرح جس کے پانی میں موتی اور عنبر ہوتا ہے اور جس کے جانوروں کے منہ میں ہاتھی کے دانت ہیں اور جس کی پیداوار مین آبنوس ،بید عود کافور ،لونگ جوزبوا(جائے پھل) بکم صندل اور ہر قسم کی

---

[9] دینوری ،ابو حنیفہ (۱۴۱۷ھ)"اخبار الطوال"بیروت ،دارالتراث ، ص: ۳۲۶۔

[10] معجم البلدان ،ج:۲،ص:۱۹۶۔

خوشبو کی چیزیں ہوتی ہیں اور جس کے پرندوں میں طوطا اور مور ہیں اور جس کی زمین کا فضلہ مشک اور زباد (ایک جانور کی خوشبو اور پسینہ) ہے۔" (۹۸)

علوم و فنون پر اثرات

مرویاتِ غزہو ہند کی دنیا میں اشاعت ہوئی تو علوم فنون کے ماہرین کے ہاں ہندوستان متعارف ہوا اور ان کی طرف ہندوستان کی طرف ہوئی ۔ہندوستان اور عرب کے علمی تعلقات کی وضاحت مندرجہ ذیل کتب سے ہوتی ہے۔

۱۔ جاحظ:

حاظ نے اپنی کتاب " البیان'' میں ہندوستان کے اصولِ بلاغت کا ذکر کیا ہے اور اس کے رسائل میں بھی ہندوستان کی خوبیان مندرج ہیں۔

۲۔ یعقوبی:

یہ پہلا مسلمان مورخ ہے جس نے دنیا کی قوموں کی تاریخ عربی زبان میں لکھی ہے اس کی تاریخ پر دو جلدیں اور جغرافیہ پر ایک کتاب چھپی ہے اس نے جغرافیہ میں اگرچہ ہندوستان کا ذکر نہیں کیا تاہم تاریخ کی پہلی جلد میں اس نے ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جن کا ہندوستان سے عربی میں ترجمہ ہوا ہے۔

۳۔ محمد بن اسحاق معروف بہ ابن ندیم:

اس نے اپنی کتاب میں ان تمام کتابوں کے نام اور احوال لکھے ہیں جو اس کے زمانہ تک کسی علم وفن میں عربی میں لکھی گئیں یا کسی دوسری زبان سے ترجمہ ہوئیں اس میں ہندوستان کا بھی حصہ ہے یہ کتاب جرمن فاضل فلوگل کے اہتمام اور تخشیہ سے لیپزگ میں سنہ۱۸۷۱ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ ابو ریحان بیرونی:

اس نے کتاب الہند کے نام سے پوری کتاب میں ہندوستان کے علوم فنون کاذکر کیا ہے۔

۵۔ قاضی صاعد اندلسی:

اس نے اپنی کتاب ''طبقات الامم'' میں ہندوستان کا ایک باب ذکر کیا ہے۔

۶۔ابن ابی صیبعہ موفق الدین:

یہ اپنے زمانے کا مشہور حکیم وطبیب تھا اس کا دادا سلطان صلاح الدین ایوبی کا طبیب تھا اس نے عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے نام سے دنیا کی تمام متمدن قوموں کے مشہور طبیبوں کی سوانح عمریاں لکھی ہیں دوسری جلد میں ہندوستان کا بھی ایک باب ہے۔

ہند میں اسلامی سلطنت پر اثرات

غزوہ ہند کی مرویات میں جب عظیم فضیلت و اہمیت کی نبی کریم نے پیش گوئی فرمائی تو اسلامی سلطنت بالخصوص پاکستان کے مخالف خارجی گروہ نے بھی اس سے اپنے فائدے کیلئے استعمال کیا اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر کے اسلامی سلطنت کے خلاف استعمال کیا اور جب کوئی دہشت گرد پکڑا گیا تو انہیں جہاد کے نام پر تربیت دینے کے ثبوت ملے یوں اس کے ہند عظیم اسلامی سلطنت پر اثرات چھوڑتے ہوئے دیکھا گیا ۔ اور وہ حدیث درج ذیل ہےاحمد بن حنبل نے المسند میں نقل کیا ہے:

''حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْبَرَاءُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي خَلِيلِي الصَّادِقُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ

فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَاكَ وَإِنْ أَنَا فَذَكَرَ كَلِمَةً رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ أَعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ۔''[11]

"حضرت یحیٰی بن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی کہ حضرت براء نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت حسن بصری سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل (جگری دوست) صادق رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں سندھ اور ہند کی طرف لشکر کی روانگی ہوگی پس اگر میں اس لشکر کو پاوں اور اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں اگر میں واپس لوٹ آیاتو ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ تعالی نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہو گا۔"

غزوہ ہند کی مرویات کے منفی اثرات کو مد نظر رکھ کر افواج پاکستان نے انہیں خارجی ہونے کا اعلان کیا اور انکے خلافی ریاستی سطح پر مہم جوئی شروع کی اور ان کا تدارک کیا لہٰذہ یہاں جہاد سے متعلق نظریات کی بھی وضاحت پیش کر دوں کہ جہاد بالمال کے متعلق قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیات ذکر کی گئی ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً۔'' [12]

"اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے۔"

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ۔'' [13]

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔"

''وَجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔''[14]

"اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم (حقیقت) آشنا ہو۔"

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔''[15]

"ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے یہی وہ لوگ ہیں جو (دعواے ایمان میں) سچے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے جہاد بالمال کی ترغیب دیتے ہوئے ارشادفرمایا:

---

[11]

[12] النساء،۴:۹۵

[13] التوبہ ۹:۲۰

[14] التوبہ،۹:۴۱

[15] الحجرات،۴۹:۱۵

‘‘عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ صلی الله علیه وآله وسلم : رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اﷲِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ۔’’ [16]

“حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: لوگوں میں سے کون سا شخص افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (سب سے بہترین وہ ہے)جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔”

جہاد کی دوسری قسم” جہاد بالنفس‘‘ ہے قرآن مجید کی مختلف آیات میں اس کا ذکر آیا ہےاللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

‘‘وجاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔’’[17]

“اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔”

اس کےعلاوہ سورۂ نسا :۹۸ سورۂ انفالِ، سورۂ توبہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہےحدیث کریمہ میں جہاد بالنفس کا ذکر اس طرح ہے ۔جہاد بالنفس کے دو معنی بیان کیےجاتے ہیں پہلا راہ حق میں انسان اپنی زندگی کی قربانی دینا اور یہ جہاد بالسیف کے ذریعے ہی ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کے راہ میں دشمن سے قتال کرنااس میں کوئی شبہ نیں ہے کہ جہاد بالنفس کی تعبیر جہاد بالسیف کے لئے ہی کی گئی ہےاور جہاد بالنفس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کرنے میں مشقت برداشت کرنا اور نفس امارہ کے حکم کی خلاف وزری کرتے ہوئے گناہوں سے بچنااور تکالیف پر صبر کرنا۔

جہاد بالسیف (تلوار سے جہاد) :

اس کے لئے عام طور پر قتال کا لفظ آیا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

‘‘وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا۔’’ [18]

‘‘اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو۔’’

شہید کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت مبارکہ کے معنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپﷺ نے ارشاد فرمایا :

“شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہیں ان کے رہنے کے لئے عرش الٰہی کے نیچے قندیلیں لگائی گئی ہیں جنت میں جہاں ان کا دل چاہتا ہے وہ سیر کرتے ہیں اور وہاں کے میوے استعمال کرتے ہیں۔”[19]

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شہداءکی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:شہید کے لئے اللہ عزل و جل کے نزدیک چھ خوبیاں ہیں پہلی یہ ہے کہ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے اور روح نکلتے ہی اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے دوسری یہ ہے کہ شہید عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے تیسریاسے جہنم کے عذاب کا خوف نہیں رہتا چوتھی

---

[16] مسلم، مسلم بن حجاج ابوالحسن قشیری (۱۴۱۷ھ)‘‘المسند الصحیح’’بیروت، داراحیاء التراث ، ج:۳،ص:۱۵۰۳۔

[17] التوبہ،۴۱:۹

[18] البقرہ، ۱۹۰:۲

[19] صحیح مسلم، ج:۲،ص:۴۵۶

اس کے سرپر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جو دنیاوی یاقوت اور دیگر تمام چیزوں سے بہتر ہوگا پانچویناس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر حوریں دی جائیں گی چھٹیشہید کے عزیز و اقارب میں سے ستر آدمیوں کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔" [20]

جہاد کا اعلان ریاستِ اسلامیہ کا اختیار ہے

امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے اور جامہ الازہر کے مفتی اعظم فتویٰ دے چکے کہ جہاد کا اعلان آج کے دور میں ایک اسلامی ریاست کا اختیار ہے۔ مصر کی معروف 'جامعۂ الازہر' کے مفتئ اعظم ڈاکٹر شوقی ابراہیم عبدالکریم نے کہا ہے کہ جہاد کا اعلان کرنے کا اختیار صرف ریاست کے پاس ہے جبکہ کسی بھی شخص کو دائرہ اسلام سےخارج کرنا عدالتوں کا کام ہے۔ڈاکٹر ابراہیم نے حکومتِ پاکستان کی سرپرستی میں ملک کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علما اور مذہبی شخصیات کی طرف سے متفقہ طور پر دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتوے کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کا باعث بننی والی انتہا پسندی اور کسی بھی مسلمان کی تکفیر کرنے کے اسلام میں ممانعت ہے۔[21]

چونکہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور پاکستان کی حکومت اور افواج‘ دستورِ پاکستان کے پابند اور اس کے مطابق حلف اُٹھاتے ہیں، اس لیے پاکستان کی حکومت یا افواج کے خلاف مسلح کارروائیاں یقینا بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں، جو شرعاً بالکل حرام ہیں۔ دستورِ پاکستان کی اسلامی دفعات کو مکمل طو رپر نافذ کرنا بلاشبہ حکومت کی اولین ذمہ داری ہے، اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے پرامن اور آئینی جدوجہد بے شک مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے، لیکن اس مقصد کے لیے ہتھیار اُٹھانا فساد فی الارض ہے اور رسولِ کریم a کی واضح احادیث میں اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور جو لوگ اس مسلح بغاوت میں شریک یا اس کی کسی بھی طرح مدد یا حمایت کرتے ہیں، وہ آنحضرتa کے ارشادات کی کھلی نافرمانی کررہے ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> ’’ألا من ولی علیہ والٍ فرأہ یأتی شیئًا من معصیۃ اللہ فلیکرہ ما یأتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یداً من طاعۃ۔‘‘[22]
>
> ’’خوب سن لو کہ جس شخص پر کوئی حاکم بن جائے اور وہ اُسے گناہ کرتے دیکھے تو جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وہ کررہا ہے، اُسے برا سمجھے، لیکن اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔‘‘

تقریباً متواتر احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ کسی مسلمان حکومت کے خلاف مسلح کارروائی اور خونریزی بدترین گناہ ہے۔اس پر متعدد احادیث و آثارپر مشتمل دلائلِ فقہاء موجود ہیں کہ ریاستِ اسلامیہ کے خلاف کوئی گروہ یا فرد جہاد کا اعلاج نہیں کر سکتا ۔

علوم الحدیث پر اثرات

مرویاتِ غزوہ ہند کی روایات نے حدیث کی استنادی حیثیت گہرے اثرات چھوڑے ہیں جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ کی روایت کی استنادی حیثیت پر اختلاف ہے۔ البانی نے اس حدیث پرضعیف الاسناد کا حکم لگایا ہے[23] نسائی نے اس حدیث کو بشیم اور زید بن امیہ کی حدیث کے حوالے

---

[20] ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن ضحاک‘‘السنن’’بیروت، دارالغرب الاسلامیہ، ج:۲،ص:۳۴۶۔

[21] روز نامہ پاکستان،22مارچ ،2018ء

[22] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث نمبر: ۴۷۶۸

[23] نسائی، احمد بن شعیب بن علی(۱۹۸۶ء)‘‘السنن ’’ حلب، مطبوعات الاسلامیہ، ج:۴،ص:۲۶۵۔

سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیار سے روایت ہے انہوں نے جبر سے روایت کی ہے اور جبیر بھی کہا گیا ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا پھر انہوں نے حدیث ذکر کی ہے۔[24] شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن نقا ن ماز ہی متوفی ۷۳۷ھ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔[25]

(۱)پہلی حدیث کی فنی حیثیت:

پہلی حدیث جو کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے :

> ‘‘حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا هُشَيْمٌ قَالَ: أنا سَيَّارٌ عَنْ جَبْرِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أَنْفَقْتُ فِيهَا مَالِي وَنَفْسِي فَإِنْ قُتِلْتُ فِيهَا فَأَنَا أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ ۔’’

علامہ البانی ا س حدیث پر جرح تعدیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ‘‘وهذا الحديث لا نعلمه يؤوي إلا عن أبي هريرة ولا نعلم له إسنادا عن أبي هريرة إلا هذا الإسناد۔’’ [26]

> “اس حدیث کو وہ نہیں جانتے کہ وہ روایت کی گئی ہے مگر حضرت ابوہریرہ سے اور وہ اس کی اسناد کو حضرت ابو ہریرہ کے حوالے نہیں جانتے مگر اس سند کے ساتھ ۔”

البانی نے اس حدیث پرضعیف الاسناد کا حکم لگایا ہے[27] نسائی نے اس حدیث کو بشیم اور زید بن امیہ کی حدیث کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیار سے روایت ہے انہوں نے جبر سے روایت کی ہے اور جبیر بھی کہا گیا ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا پھر انہوں نے حدیث ذکر کی ہے۔[28] شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن نقا ن ماز ہی متوفی ۷۳۷ھ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔[29]

(۲)دوسری حدیث کی فنی حیثیت

اسی طرح دوسری حدیث بھی ابو ہریرہ سے مروی ہے آپ بیان کرتے ہیں :

> ‘‘حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْبَرَاءُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي خَلِيلِي الصَّادِقُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ‘‘ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَاكَ وَإِنْ أَنَا فَذَكَرَ كَلِمَةً رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ أَعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ ۔’’

> “حضرت یحیٰی بن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی کہ حضرت براء نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت حسن بصری سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل (جگری دوست) صادق رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی ہے کہ آپﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں سندھ اور ہند کی طرف لشکر کی روانگی ہوگی پس اگر میں اس لشکر کو پاوں اور اگر میں

---

[24] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (۱۹۸۸ء)‘‘البدایہ والنہایہ’’ بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، ج:۹،ص:۲۱۹۔

[25] ذہبی،شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد(س ن)‘‘تاریخ الاسلام وفیات المشاہیر والاعلام’’حلب،المکتبہ التوقیفیہ،ج:۱،ص:۲۵۳۔

[26] بزار ،ابو بکر احمد بن عمرو(۱۹۹۸ء) ‘‘مسند بزار’’مدینہ منورہ،مکتبہ العلوم والحکمۃ ، ج:۹،۱ ص: ۳۰۲ ۔

[27] نسائی، احمد بن شعیب بن علی(۱۹۸۶ء)‘‘السنن ’’ حلب، مطبوعات الاسلامیہ، ج:۴،ص:۲۶۵۔

[28] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (۱۹۸۸ء)‘‘البدایہ والنہایہ’’ بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، ج:۹،ص:۲۱۹۔

[29] ذہبی،شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد(س ن)‘‘تاریخ الاسلام وفیات المشاہیر والاعلام’’حلب،المکتبہ التوقیفیہ،ج:۱،ص:۲۵۳۔

اس میں شہید ہو گیا تو میں اگر میں واپس لوٹ آیاتو ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ تعالی نے جھنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہو گا۔"

''إسناده ضعيف لضعف البراء بن عبد الله الغنوي ولانقطاعه فإن الحسن وهو البصري۔ لم يسمع من أبي هريرة۔'' [30]

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں براہن عبد اللہ غنوی کے ضعف کی وجہ سے اور ان کے انقطاع کی وجہ سے پس اگر (راوة حدیث میں) حضرت حسنیہ بصری ہیں تو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے حدیث سماعت نہیں کی۔

(٣)تیسری حدیث کی فنی حیثیت :

تیسری حدیث حضرت ارطاۃسے مروی ہے آپ بیان کرتے ہیں :

''حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ جَرَّاحٍ عَنْ أَرْطَاةَ قَالَ: عَلَى يَدَيْ ذَلِكَ الْخَلِيفَةِ الْيَمَانِيِّ الَّذِي تُفْتَحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ وَرُومِيَّةُ عَلَى يَدَيْهِ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ وَفِي زَمَانِهِ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى يَدَيْهِ تَكُونُ غَزْوَةُ الْهِنْدِ وَهُوَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ غَزْوَةُ الْهِنْدِ الَّتِي قَالَ فِيهَا أَبُو هُرَيْرَةَ۔''

"حضرت ولید بن مسلم نے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ حضرت جراح سے روایت ہے انہوں نے حضرت ارطاۃ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میرے سامنے وہ خلیفہ بنانی ہے جس کے ہاتھوں پر قسطنطینیہ اور رومیہ فتح ہوگا دجال نکلے گا اور اس کے زمانے میں حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کے سامنے زمانہ میں غزوہ ہند ہو گا اور وہ بنو ہاشم سے ہیں غزوہ ہند وہی ہے جس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ہے۔"

اس حدیث کے راوی "ار طاۃبن منذر" میں کلام کیا گیا ہے[31] ہیثمی نے ار طاۃ بن منذر کے متعلق کہا ہے اس کے ر جال ثقات ہیں۔[32]

(٤)چوتھی حدیث کی فنی حیثیت :

چوتھی حدیث حضرت ثوبان سے مروی ہے آپ بیان کرتے ہیں :

''حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي زُرْعَةَ نَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ نَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ الْبَهْرَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الْوَصَّابِيِّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔''

"محمد بن ابی زرعہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں ہشام بن عمار نے ہمیں حدیث بیان کیا ہے فرماتے ہیں جراح بن مبیح بہر ائی نے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ حضرت محمد بن ولید ز بیدی سے روایت ہے انہوں نے حضرت لقمان بن عامر وصالی سے انہوں نے عبدالا علی بن عدی بہرائی سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان سے روایت کی ہے فرماتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت سے دو گروہ ایسے ہوں جو دونوں آگ (جھنم)

---

[30] ابن حنبل ، ابو عبداللہ احمد بن محمد(٢٠٠١ء)'' المسند''ترکی، موسسۃ الرسالۃ ، ج:١٤، ص:٥٦٢۔

[31] ایضا،ص:٥٦٤۔

[32] ہیثمی ،ابو الحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان (١٩٩٤ء)'' مجمع الزوائد '' القاہرہ، مکتبۃ القدسی، ج:٤،ص:٥٨٣۔

سے آزاد ہوں گے ایک گروہ وہ ہو گا جو غزوہ ہند کرے گا اور ایک گروہ وہ ہوگا جو حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔"

شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے ا حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں اس حدیث کور روایت کیا ہے اور آپ نے اس حدیث کے درجہ کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے جب کہ ذ ہی نے اس حدیث کو اپنی تخیص مندرک سے اس حدیث کو حذف کر دیا ہے۔[33] آئمہ جرح و تعدیل میں سے بخاری نے التاریخ الکبیر) میں[34] مزی نے تہذیب الکمال میں[35] ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں یہ حدیث نقل کی ہے۔[36]

ابن حجر کا کہنا ہے کہ میں نے امام کے ہاتھ کی تحریر دیکھی انہوں نے لکھا تھا: معلوم نہیں یہ کون ہے ؟ ان کی روایت کردہ خبر منکر ہےتاہم ابن حبان نے ان کا شمار قلات میں کیا ہے در جہ کے اعتبار سے یہ حدیث مقبول ہے[37] طبرانی کہتے ہیں : حدیث ثوبان کو وہ اس سند کے علاوہ نہیں جانتے اور اس سند میں زبیر کی کا تفرد ہے حدیث ثوبان ابو عبدالرحمن محمد ناصر الدین رقمطراز ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔[38]

ماہرین لغت پر اثرات

غزوہ ہند سے متعلق روایات جب عالم اسلام میں مشہور ہوئیں تو اہل لغت پر بھی ان کے اثرات مرتب ہوئے کہ ماہرین لغت نے ان احادیث کے الفاظ و مترادفات اور جہات کا جائزہ لینا شروع کیا۔

(۱) پہلی حدیث کا لغوی و اصطلاحی تحقیق:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا هُشَيْمٌ قَالَ: أنا سَيَّارٌ عَنْ جَبْرِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أَنْفَقْتُ فِيهَا مَالِي وَنَفْسِي فَإِنْ قُتِلْتُ فِيهَا فَأَنَا أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ ۔"

"حضرت سعید نے ہمیں حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں حضرت ہشیم نے ہمیں حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں حضرت سیارنےہمیں حدیث بیان کی ہے کہ حضرت جبر بن عبید ہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے غزوہ ہند کے متعلق وعدہ فرمایا تھا پس اگر میں نے یہ غزوہ پالیا(میں اس غزوہ تک زندہ رہا)تو میں اس میں اپنامال اور اپنی جان خرچ کروں گا اگر میں شہید ہو گیا تو بہتر ین شہیدوں سے ہوں گا اگر میں واپس آگیا تو میں آزادابو ہر یرہوں گا۔"

مذکورہ بالا حدیث میں نبی اکرمﷺ کے وعدہ کا ذکر کیا گیا ہے "وعد یعد وعد وعدۃ " کا معنی ہےیہ روایت اگرچہ ضعیف سند کے ساتھ ہے مگر اس کی متعدد اسناد ہیں جس کی وجہ سے اس روایت کو تقویت مل جاتی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان غزوہ ہند کو مستقبل قریب میں خیال کرتے تھے اور ان روایات سے یہ

---

[33] شاکر، احمد(۱۹۸۷ء) "تحقیق وشرح مسند احمد"کوئیٹہ، مکتبہ رشیدیہ ، ج:۱۲، ص:۹۷۔

[34] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم(س ن)"التاریخ الکبیر " حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج:۳،ص:۴۷۳۔

[35] المزی، جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمن(۲۰۱۸ء)"ہذیب الکمال"کوئٹیہ ، مکتبہ رشیدیہ، ج:۲،ص:۳۸۷۔

[36] ابن حجر ،احمد بن علی بن محمد العسقلانی(۱۴۰۹ھ)" تہذیب التہذیب "لبنان،دارالاشاعت، ج:۲، ص:۵۲۔

[37] ایضا،ص:۵۴۔

[38] البانی، ابو عبدالرحمن محمد ناصر الدین(۱۹۸۷ء)" صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ"بیروت، المکتبہ الاسلامی ،ج:۲، ص :۷۴۲۔

بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان عرب سے دور تھا اور ہند میں جہاد کرنے والوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا تھا نبی اکرمﷺ نے جیسی غزوہ ہند میں شرکت کرنے والوں کو بشارت دی ہے ایسی ہی بشارت قسطنطنیہ کے جہاد میں شرکت کرنے والوں کے بھی دی ہےمذکورہ حدیث میں ہند کے ساتھ لفظ"غزوۃ" استعمال ہوا ہے اس کا معنی ومفہوم یہ ہے:

"غزوہ ایسی مہم کا کہاجاتا ہے جس میں رسول اللہﷺ بذات خود شریک ہوئے ہوں غزوہ کی جمع غزوات ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں دشمن سے لڑائی بھی ہوئی ہو۔"[39]

شارح بخاری حافظ ابن حجر لکھتے ہیںمغازی سے مراد یہاں لشکروں کی تشکیل ہے جو رسول اللہﷺ کی طرف سے کفار کی طرف بھیجے گئے خواہ اس لشکر میں رسول اللہﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے یا آپﷺ ن کوئی لشکر بھیج دیا۔

"وَالْمَغَازِي جَمْعُ مَغْزًى يُقَالُ غَزَا يَغْزُو غَزْوًا وَمَغْزًى وَالْأَصْلُ غَزْوًا والواحدة غَزْوَة وغزاة وَالْمِيمُ زَائِدَةٌ وَعَنْ ثَعْلَبٍ الْغَزْوَةُ الْمَرَّةُ وَالْغَزَاةُ عَمَلُ سَنَةٍ كَامِلَةٍ وَأَصْلُ الْغَزْوِ الْقَصْدُ وَمغزَى الْكَلَامِ مَقْصِدُهُ وَالْمُرَادُ بِالْمَغَازِي هُنَا مَا وَقَعَ مِنْ قَصْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُفَّارَ بِنَفْسِهِ أَوْ بِجَيْشٍ مِنْ قِبَلِه۔"[40]

"مغازی مغزی کی جمع ہے کہاجاتا ہے" غزا یغزو غزوًا ومغزی" اور اصل غزوا ہے اور غزوۃ واحد ہے اورغزاۃ ہے اور "مغزی" میں میم زائدہ ہےحضرت ثعلب سے مروی ہے کہ غزوہ کامل سنت ہے اور غزوہ کا اصل قصد کرنا ہے اور مغزی کا کلام اس کامقصد اور یہاں مغازی سے مراد وہ بات ہے جو نبی اکرمﷺ کی جانب سے کفار کے ساتھ بنفس نفیس واقع ہو یا آپﷺ کی طرف لشکر کی صورت میں کفار کے ساتھ واقع ہو۔ "

خلاصہ تحقیق

مروياتِ غزوہ ہند کے نا صرف ہندستان پر اثرات ظاہر بلکہ عرب و عجم سے لیکراسلامی دنیا کی اندونی تجارت و حرفت،معیشت و اقتصاد پر اور علوم و فنون میں سیرت و تاریخ پر گھرے اثرت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ غزوہ ہند اور غزوہ سندھ اسلامی تاریخ کا ایک روشن اور در خشاں باب ہے اس غزوہ کاآغاز خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور سے ہوا ہے اور یہ غزوہ مختلف مراحل سے گزرتا ہوا آج۲۰۲۱ء میں بھی جاری ہے اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول تک جاری رہے گاکیونکہ نبی اکرم ﷺکا ارشاد گرامی ہے کہ مجاہدین غزوہ ہند ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیاں پہنائے حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے پیش کریں گےاگر اس غزوہ کے دین پہلوؤں پر غور کریں تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ایک لحاظ سے یہ غزوہ ہند نبی اکر مﷺکے غزوات اور سرایا میں شامل ہےکیونکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں نبی اکر مﷺ نے بذات خود شرکت کی ہو اور اس کی کمان کی ہواس لحاظ سے نبی اکرمﷺکے غزوات کی زمانہ کے لحاظ سے دو بڑی قسمیں ہیں۔

مصادرو مراجع

القرآن الکریم،کتاب اللہ تعالیٰ

---

[39] عثمانی، مفتی محمدشفیع (۱۴۱۳ء)"معارف القرآن"لاہور،مکتبہ نعمانیہ، ج:۶،ص:۲۰۷۔

[40] ابن حجر ،احمد بن علی بن محمد بن علی العسقلانی(۱۴۰۹ھ)" فتح الباری"لبنان،دارالاشاعت ،ج:۷،ص:۲۷۹۔

ابن حجر ،احمد بن علی بن محمد العسقلانی(۱۴۰۹ھ)‘‘ تهذیب التهذیب ’’لبنان،دارالاشاعت
ابن حجر ،احمد بن علی بن محمد بن علی العسقلانی(۱۴۰۹ھ)‘‘ فتح الباری’’لبنان،دارالاشاعت
ابن حنبل ، ابو عبداللہ احمد بن محمد(۲۰۰۱ء)‘‘ المسند’’ترکی، موسسۃ الرسالۃ
ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (۱۹۸۸ء)‘‘البدایہ والنہایہ’’ بیروت، دارالاحیاء التراث العربی
انسائیکلو پیڈیا برطانیکا ‘‘دائرۃ المعارف برٹانیکاکارپوریشن
البانی، ابو عبدالرحمن محمد ناصر الدین(۱۹۸۷ء)‘‘ صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ’’بیروت، المکتبہ الاسلامی
بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم(س ن)‘‘التاریخ الکبیر ’’ حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف الاسلامیہ
بزار ،ابو بکر احمد بن عمرو(۱۹۹۸ء) ‘‘مسند بزار’’مدینہ منورہ،مکتبہ العلوم والحکمۃ
بلاذری،ابو الحسن احمد بن یحییٰ(۱۹۳۶ء)‘‘فتوح البلدان’’بیروت ،دارالتراث
بیرونی، ابو ریحان (۱۹۸۵ء)‘‘کتاب الهند’’ حیدرآباد دکن، ہندوستان کتاب گھر
ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن ضحاک‘‘السنن’’بیروت، دارالغرب الاسلامیہ
دینوری ،ابو حنیفہ (۱۴۱۷ھ)‘‘اخبار الطوال’’بیروت ،دارالتراث
ذہبی،شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد(س ن)‘‘تاریخ الاسلام وفیات المشاہیر والاعلام’’حلب،المکتبہ التوقیفیہ
شاکر، احمد(۱۹۸۷ء) ‘‘تحقیق وشرح مسند احمد’’کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ
عثمانی، مفتی محمدشفیع (۱۴۱۳ء)‘‘معارف القرآن’’لاہور،مکتبہ نعمانیہ
مزی، جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمن(۲۰۱۸ء)‘‘ہذیب الکمال’’کوئٹہ ، مکتبہ رشیدیہ
مسلم، مسلم بن حجاج ابوالحسن قشیری (۱۴۱۷ھ)‘‘المسند الصحیح’’بیروت، داراحیاء التراث
ندوی، ابو ظفر (۱۹۸۶ء)‘‘تاریخ ہند’’دہلی، دہلی کتاب گھر
ندوی، سید سلیمان (س ن)‘‘عرب وہند کے تعلقات’’ لاہور ،مشعل بکس
نسائی، احمد بن شعیب بن علی(۱۹۸۶ء)‘‘السنن ’’ حلب، مطبوعات الاسلامیہ
نسائی، احمد بن شعیب بن علی(۱۹۸۶ء)‘‘السنن ’’ حلب، مطبوعات الاسلامیہ
ہیثمی ،ابو الحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان (۱۹۹۴ء)‘‘ مجمع الزوائد ’’ القاہرہ، مکتبۃ القدسی